السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میرے مندرجہ ذیل چار سوالات ہیں براہِ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کا جواب دیا جائے۔

میری اولاد، تین لڑکے اور تین لڑکیوں پر مشتمل ہے۔ میری زرعی جائیداد 40 ایکڑ ہیں جسے میرا ایک بیٹا کاشت کرتا ہے جس کی محنت اور کارکردگی سے ہمارا سارا کنبہ مستفید ہوتا ہے، میں نے اپنی بیوی اور اولاد کی تحریری رضامندی سے اس کاشت کار بیٹے کے نام حق الخدمت کے طور پر اپنی اراضی سے تین عدد ایکڑ لگوادیئے ہیں۔ باقی زمین مشترکہ ہے کیا ایسا کرنا شرعاً درست ہے؟

میرا بڑا بیٹا شادی کے بعد گھر سے الگ ہوگیا، اس نے الگ ہونے کے بعد اپنی کمائی سے کچھ جائیداد خریدی ہے، باقی دونوں بیٹوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں، اپنی کمائی سے اپنے نام گاؤں میں زرعی اراضی خریدی ہے۔ بڑا بیٹا ہمیں اپنی کمائی سے کچھ نہیں دیتا بلکہ بے ادب گستاخ ہے اور وہ دونوں بیٹوں کی خرید کردہ اراضی سے حصہ مانگتا ہے، کیا وہ اس قسم کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہے؟

میری زرعی اراضی کی ہر قسم کی پیداوار سے بڑے لڑکے کو ہر سال اس کا حصہ دیا جاتا ہے لیکن اس کا مطالبہ ہے کہ جائیداد کو تقسیم کرکے اس کا حصہ دیا جائے جبکہ میرے ذمے ایک لڑکے کی شادی کے علاوہ اور بہت گھریلو کام ہیں۔ بڑا لڑکا ویسے بھی ہمارے گھر میں عار محسوس کرتا ہے۔ کیا زندگی میں ایسے نافرمان لڑکے کو اس کا حصہ دینا درست ہے یا وہ میرے مرنے کے بعد اپنا حصہ وصول کرے گا؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

ترتیب وار جواب حسب ذیل ہیں:

آدمی جب تک زندہ ہے۔ اسے شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے مال وجائیداد میں تصرف کرنے کا پورا پورا حق ہے لیکن اس تصرف میں اولاد کے درمیان برابری اور مساوات ضروری ہے۔ صورت مسؤلہ میں باپ نے جو اپنے کاشتکار بیٹے کو تین عدد ایکڑ دیئے ہیں یہ بطور حق الخدمت عطیہ کی شکل ہے، چونکہ تمام ورثاء نے اپنی رضامندی سے بلاجبر واکراہ اس تصرف کو قبول کیا ہے اور اسے برقرار رکھتے ہوئے اپنے دستخط ثبت کئے ہیں۔ اس بنا پر شرعاً کوئی قباحت نہیں اور یہ جائز ہے، البتہ کاشت کار بیٹے کو یہ عطیہ ملنے کے بعد باقی مشترکہ زمین سے بھی بطور وراثت حصہ ملے گا ایسا کرنے سے اس کا وراثتی کا حصہ ختم نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ باپ کی وفات کے وقت وہ زندہ ہو۔

الگ ہونے والے لڑکے نے اپنی کمائی سے جو جائیداد بنائی ہے وہ اس کا حق ہے اور باقی دونوں لڑکوں نے جو زرعی اراضی خریدی ہے یہ ان کا حق ہے، لہٰذا طمع اور لالچ کے پیش نظر ایک دوسرے کے حق پر ڈاکہ ڈالنا شرعاً درست نہیں ہے۔ باپ کی زرعی اراضی سے جو اسے حصہ مل رہا ہے وہ اس کی بے ادبی اور گستاخی کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگا اور نہ ہی دونوں بیٹوں کی کمائی سے خرید کردہ زرعی اراضی سے حصہ لینے کا مطالبہ کرنا اس کے لئے جائز ہے، کیونکہ یہ ان کی اپنی کمائی سے خرید کردہ ہے اور وہ باپ کی ملکیت نہیں ہے۔

بڑے بیٹے کا اپنے والد کو مجبور کرنا کہ وہ اپنی زندگی میں مجھے میرا حصہ دے جائے، درست نہیں کیونکہ وراثت کا اجرا مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ اپنی زندگی میں جو کسی کو کچھ دیا جاتا ہے وہ عطیہ ہے۔ جس میں بیٹے اور بیٹیاں مساویانہ طور پر حق دار ہوتے ہیں۔ باپ کو زندگی میں مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اپنی جائیداد خود ورثاء میں تقسیم کردے۔ خاص طور پر جبکہ باپ کی بے شمار ضروریات زندگی اور دیگر حقوق کی ادائیگی اس کے ذمے باقی ہے۔ ہاں، اگر والد اپنی مرضی سے کچھ دینا چاہے تو مساوات کے ساتھ دے سکتا ہے لیکن اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کی وفات کے بعد اولاد کو ان کا حصہ شرعی مل ہی جائے گا۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:268